خطبات خواجہ شمس الدین عظیمی

ACD 21

Track - 1

59:00

''ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحیح امتی کس طرح بن سکتے ہیں؟''

الحمد ﷲ......

بسم اللہ ...

ومآارسلنک الا رحمة اللعالمین

یہ مبارک اور سعید مہینہ ربیع الاول کا مہینہ ہے۔اس سعید مہینہ سے ہماری
ایسی سعادتیں منسلک ہیںجن کی بنیاد پر ہم توحید پرست کہلاتے ہیں۔اور ہمیں
اپنی زندگی کا مقصد معلوم ہوا ہے۔اس مہینہ میں اس مبارک اور مسعود ذات
کا تذکرہ ہوتا ہے کہ جس کی وجہ سے نوع انسانی کا اس بات کا ادراک حاصل
ہوا کہ حیوان اور انسان میں کیا فرق ہے۔انسان حیوانات سے کیونکر ممتاز ہوا؟
سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد اور اس دنیا سے تشریف لے جاناایک
مسلسل کڑی ہے جو حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوئی۔حضرت آدم علیہ
السلام کے بارے میںہر انسان یہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب انہیں پیدا کرنے کا
ارادہ کیاایک مجلس منعقد کی اس مجلس میں فرشتے بھی تھے اور جنات بھی
تھے۔اس مجلس میں اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان فرمایا کہ زمین پر میں اپنا خلیفہ
بنانے والا ہوں۔ زمین پر میں اپنا نائب اور خلیفہ بنانے والا ہوںپر غور کیا جائے تو
یہ بات ازخود سامنے آجاتی ہے کہ چونکہ زمین پہلے سے موجود تھی، فرشتے بھی
موجود تھے ، جنات بھی موجود تھے ۔ نیابت و خلافت کا منصب کسی اور کے سپرد
تھا۔جب اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ میں زمین پر اپنا نائب بنانے والا ہوں۔ نائب
سے مراد یہ ہے کہ ایسی ہستی تخلیق کررہا ہوںجو ہستی میرے قائم مقام اپنے
اختیارات استعمال کرے گی۔نائب کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جیسے نائب وزیر اعظم
، نائب گورنریا کوئی بھی منیجرمثال کے طور پر آپ کہہ سکتے ہیں۔منیجر کا
مطلب بھی یہی ہوتا ہے کہ وہ کسی کا نائب ہوتا ہے۔فرشتوں نے یہ بات سن
کر کہاکہ یہ جو آپ اپنا نائب اور خلیفہ بنانے کا ارادہ آپ نے فرمایا ہے اور جس
ہستی کو آپ نے منتخب کیا ہے نیابت و خلافت کے لئے جن عناصرسے اس کی
تخلیق ہوئی ہے ان عناصر میں فساد ہے ،خون خرابہ ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرشتوں
کی یہ بات سن کر یہ نہیں فرمایا کہ نہیں کوئی خون خرابہ نہیں کوئی
فسادنہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ جو کچھ ہم جانتے ہیں وہ تم نہیں جانتے۔
تو سیدھی سی بات ہے کہ جو کچھ اللہ جانتے ہیں وہ تو کوئی بھی نہیں جانتا۔
اللہ تعالیٰ جتنا جو کچھ جس کو بتادیتے ہیںبندے اتنا ہی جانتا ہے۔فرشتے خاموش

ہوگئے۔لیکن اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی خاموشی کو نظر انداز نہیں کیا۔اللہ
تعالیٰ نے ان کو بتانے کے لئے ان کو سمجھانے کے لئے یا ان سے آدم کی حاکمیت کو
قبول کرانے کے لئے آدم کو اپنی ذات کے اپنی صفات کے علم سکھادئیے۔یعنی اللہ
تعالیٰ نے چونکہ آدم کو نائب اورخلیفہ بنانا تھااس لئے اللہ تعالیٰ نے آدم کو وہ
علوم سکھادئیے جن علوم کو سیکھ کر آدم اللہ تعالیٰ کی نیابت کے فرائض انجام
دینے لگے۔فرشتوں اور جنات کو مطمئن کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے آدم سے کہا کہ
ہم نے تمہیں جو نیابت اور خلافت کے اختیار ات استعمال کرنے کے لئے جو
ایڈمنسٹریشن سکھایا ہے یہ جو قاعدے اور ضابطے سکھائے ہیتم انہیں بیان کرو۔
انہیں بتاؤ فرشتوں کو یہ بات۔آدم نے ان اسماء کی تشریح بیان کی جو اللہ تعالیٰ
نے آدم کو سکھائے۔فرشتوں نے یہ سب سن کر کہ اللہ تعالیٰ جو کچھ ... لاعلم لنا
الا ماعلمتنا... انہوں نے کہا کہ جو کچھ یہ آدم نے بیان کیا ہے اس کے بارے میں
ہماری معلومات صفر ہے ہم کچھ نہیں جانتے ہیں۔آپ حکیم ہیں دانا ہیں۔ اللہ
تعالیٰ نے فرمایا کہ چونکہ اب آدم کو نیابت اور خلافت سونپ دی گئی نیابات اور
خلافت کے جو بنیادی اصول ہیجو قواعد و ضوابط ہیآدم کو سکھادئیے گئے ہیاس
لئے تم آدم کی حاکمیت کا اقرار کرلو۔فرشتوں نے سجدہ کیا۔سجدے سے مراد
وہاں یہ نہیں ہے کہ نعوذ باللہ فرشتوں نے یا جنات نے آدم کو اللہ کا درجہ دے
دیایا خدا مان لیا۔سجدے کا مقصد یہ کہ انہوں نے آدم کی حاکمیت کو قبول کرنے
کے لئے اپنے سر جھکا دئے۔سر جھکانے سے مراد یہ ہے کہ صاحب جی ہاں آدم
ہمارے حاکم ہیاور ہم آدم کے محکوم ہیاس بنیاد پر کہ آپ نے آدم کو وہ علوم
سکھادئیے ہیں جو علوم کائنات سے متعلق ہیاور جن علوم کا ہمیں کچھ پتہ
نہیں ہے۔ہم نہیں جانتے ہیں۔جنات میں دو گروہ بن گئے۔ ایک گروہ نے آدم کی
حاکمیت کو قبول کرلیا اور دوسرے گروہ نے آدم کی حاکمیت کو قبول نہیں کیا۔
جس گروہ نے آدم کی حاکمیت کو قبول نہیں کیاوہ اللہ تعالیٰ کے لئے ناپسندیدہ
گروہ قرار پایا اور اللہ تعالیٰ نے اسے معتوب قرار دیا۔آدم کو اللہ تعالیٰ نے یہ
سارے اختیارات تفویض کرکے جنت میں بھیجا۔جنت میں بھی اگر آپ غور
فرمائیںکہ جنت میں دراصل آدم کو جو اختیارات دئے گئے تھے وہ جنت میں آدم سے
اس کی پریکٹس کرائی گئی تھی۔جنت کا ماحول یہ ہے کہ آپ نے کہا سیب اب
سیب کے لئے ضروری نہیں ہے کہ دنیا کی طرح آپ زمین کھودیں اور اس میں
درخت کا پودا لگائیاور اس میں پانی دیں ، کھاد دیں، کیڑے مکوڑوں سے اس کی
حفاظت کریں۔ آندھی ، بارش ، برسات ، دھوپ سے اس کی حفاظت کریں۔اور
انتظا رکریں دس سال پانچ سال ، آٹھ سال پھر آپ کو سیب ملے گا۔جنت کا
ماحول اور فضا یہ ہے کہ جب آپ نے سیب کہاتو سیب موجود ہوجاتا ہے ۔بالکل
اس طرح جس طرح اللہ تعالیٰ نے کن کہا اور ساری کائنات بن گئی۔آدم کی
حاکمیت آدم کے اختیارات کو سمجھنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ آپ تخلیقی قوانین
سے واقفیت رکھتے ہوں۔اللہ تعالیٰ نے کہا کن ... فرشتے بھی بن گئے، جنات بھی
بن گئے ، آسمان بھی وجود میں آگئے، زمینیں بھی تخلیق ہوگئیں۔ چاند سورج بھی

بن گئے۔ ایک لفظ کن سے۔اسی صورت سے آدم کہتا ہے سیب...۔ سیب وجود میں
آجاتا ہے۔لیکن ان تخلیقی عوامل میں اور ان تخلیقی مراحل میں غور طلب بات
یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے کن کہا تو اس وقت تک کوئی چیز وجود میں نہیں آئی
تھی۔کسی چیز کا وجود نہیں تھا۔کن کے بعد وجود ہوا۔ آدم کے کن میں یہ فرق
ہے اللہ تعالیٰ کے کن میں اور آدم کے کن میں کہ جب آدم کن کہتا ہے جنت میں
تو اللہ تعالیٰ کی جو موجودات ہیں جو چیزیں تخلیق ہوچکی ہیں وہ مظہر بن
جاتی ہیں۔تو آدم نے جب کہا سیب تو سیب ہوگیا۔آدم نے کہا پانی تو پانی بن
گیا۔تو جتنا عرصہ آدم جنت میں رہے اسی حساب سے آدم کو کن کہنے کی
پریکٹس ہوچکی تھی۔اب آدم کے اندر اللہ تعالیٰ کے علم الاسماء کا یقین اتنا
مضبوط اور مستحکم ہوگیا کہ آدم کے ذہن میں یہ بات آگئی کہ جو کچھ میرے
دماغ سے نکلے گا میں ارادہ کروں گا اس پہ لازماً عمل درآمد ہوگا۔دیکھیں عمل
در آمد میں یہ بات بہت زیادہ سوچنے کی ہے اور سامنے رکھنے کی ہے کہ عمل
درآمد اللہ کی تخلیق کردہ اشیاء میں ہوگا۔کوئی نئی چیز تخلیق نہیں ہوگی۔
مثلاً آدم نے کہا سیب تو سیب کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ نے جب کن کہا تو اس
وقت سیب بن چکا تھا۔آدم نے کہا حور اب حور وہاں آکے موجود ہوگئی۔اس کا
مطلب یہ ہوا کہ حور پہلے سے موجود ہے۔جب آدم نے حور کہا تو حور جو پہلے
سے موجود ہے وہ سامنے آکے کھڑی ہوگئی ۔ ایسا نہیں ہوا کہ آدم نے حور کہا
اور حور کا وجود نہیں تھا تو حور تخلیق ہوگئی۔تو اب یہ مخلوق اور خالق کا
فرق ہوگیا اس کو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیکہ میں احسن الخالقین ہوں۔میں تخلیق
کرنے والوں میں بہترین خالق ہوں۔بے شمار تخلیق کرنے والوں میان میں میں
بہترین خالق ہوں۔اور وہ بہترین خالقیت کا وصف یہ ہے کہ عدم سے چیز وجود
میںآتی ہے۔اور آدم کی تخلیق کا وصف یہ ہے کہ وجود میں مظاہرہ ہوتا ہے۔آدم
جنت میں رہتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ بھئی جب جنت میں تم رہویہاں
شرط ہے... دو شرطیں تمہارے اوپر عائد ہیں۔اب یہ بھی غور طلب بات ہے۔
خالق پہ کوئی شرط عائد نہیں ہوتی۔اللہ پہ کاہے کی شرط کیسی شرط!
مخلوق پہ شرائط عائد ہوتی ہیں۔وہ دو شرط یہ ہیں کہ ایک تو یہ کہ
تمہیجنت میں خوش ہوکر رہنا ہے۔خوش ہوکر رہنا ہے خوش ہوکر یہاں سے
کھانا پینا ہے۔فکلہا منہا رغدا حیث شئتما ...یہاں خوش رہنا ہے ، خوش ہوکر
کھانا پینا ہے۔خوشی کے ساتھ ساتھ آپ کو یہ زمین جو ہے جنت کی پوری زمین
پر آپ کو تصرف کا حق دے دیا گیا یعنی اسپیس کی کوئی پابندی تمہارے اوپر نہیں
ہوگی لیکن شرط یہ ہے کہ خوش ہوکر رہنا ہے۔اب دیکھئے کیسی عجیب بات
ہے آپ ذرا غور فرمائیںجب آپ خوش ہوتے ہیںتو دس سال نکل جاتے ہیںاور آپ
کہتے ہیں ارے دس سال ہوگئے! شادی بیاہ کے موقعوں پر آپ نے دیکھا ہوگا کئی
کئی دن آدمی گھنٹے دو گھنٹے سونے کو ملتے ہیںاور اس کو خوشی میں پتہ ہی
نہیں چلتا وقت کدھر چلا گیا۔لیکن ہم اگر پریشان ہوں تو دس منٹ دس گھنٹوں
کے برابر ہوجاتا ہے۔اس دنیا کا ایک دستور ہے۔ ایک آدمی غمگین ہے۔ ایک آدمی

خوش ہے ۔ تو غمگین پریشان آدمی جو ہے مصیبت کا مارا اس کا دن جو
ہے یار اتنا لمبادن ہوگیاختم ہی نہیں ہوتا۔اور خوش رہنے والاوہ کہتا ہے یار پتہ
نہیں دن کدھر چلا گیا۔اس کا مطلب ہے جب آپ خوش ہوتے ہیںتو اسپیس کی
گرفت آ پ کے اوپر سے ختم ہوجاتی ہے۔اور جب آدمی غمگین اور پریشان ہوتا
ہے تو اسپیس کی گرفت جو ہے وہ اتنی زیادہ ہوجاتی ہے کہ ایک دن ایک سال
کے برابر لگنے لگ جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جنت کا اسپیس اس بات کا
متقاضی ہے کہ یہاں خوش ہوکر رہنا ہے۔خوش ہوکر کھانا پینا ہے۔ جب تم
خوش ہوکر کھاؤ گے پیوگے تو اسپیس جو ہے وہ کم ہوجائے گی۔ساتھ ساتھ
دوسری شرط یہ ہے کہ یہ ایک درخت ہے سامنے اس کے قریب نہیں جانا۔اب
اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے جنت میںرہنے کی دو شرائط عائد کردی
ہیں۔ ایک یہ کہ خوش رہنا ہے ۔اور دوسرے یہ کہ اس درخت کے قریب نہ جانا۔
اب پھر غور طلب بات ہے ۔ آپ لوگ قرآن پڑھیں اس پر غور کیا کریں۔ اللہ
تعالیٰ فرماتے ہیں جب تم خوش ہوگے ٹائم اسپیس ٹوٹ جائے گا۔ٹائم بھی ختم
ہوجائے گا اسپیس بھی ختم ہوجائے گا۔اس درخت کے قریب نہیں جانا۔اگر تم
اس درخت کے قریب چلے گئے۔ یعنی حکم عدولی ہوگئی تو تم ظالمین میں سے
ہوگے۔یعنی حکم عدولی ہوگئی ... درخت ... درخت کو آپ سمجھ لیجئے اسپیس
ہے۔ ایک گھر ہے۔ایک گنبد ہے۔اس کو کوئی نام رکھ لیں بھئی۔ایک زمین ہے۔اگر
آپ غور فرمائیں آپ کی سمجھ میں آجائے گا ۔ اگر تم ادھر گئے تو پھر تمہارا
شمار ظالمین میں سے ہوجائے گا۔ظالمین سے مراد کیا؟ تم ناخوش ہوجاؤگے۔تم
سے خوشی دور ہوجائے گی۔اور یہ ہماری طرف سے نہیںہم تمہیں بتارہے ہیں
اگر تم نے ایسا کیا تو ایسا ہوگا۔ ایسا نہیں کیا تو ایسا نہیں ہوگا۔وہ پھر شیطان
صاحب بھی پیچھے لگے ہوئے تھے۔ بہرحال آدم سے بھول ہوگئی سہو ہوگیا۔ اب
جب وہ سہو ہوگیا اور بھول ہوگئی آدم کے ذہن میں یہ بات آئی کہ حکم عدولی
ہوگئی ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ اگر تم اس درخت کے قریب چلے گئے تو
پھر تم ظالمین میں سے ہوجاؤ گے یعنی خوش رہنے والے بندوں کی صف سے نکل
جاؤ گے۔جب خوش رہنے والے بندوں کی صف سے نکلنے کا تاثر آدم کے ذہن پر
آیاتو جنت نے کہا کہ اب تم یہاں نہیں رہ سکتے۔ یہاں تو خوش رہنے والا بندہ
رہ سکتا ہے۔آدم کو زمین پر اتار دیا گیا۔سب کو پتہ ہے آدم روتے رہے، عاجزی
انکساری کرتے رہے۔اللہ تعالیٰ غفور الرحیم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے معاف کردیا۔لیکن
ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم تمہیں معاف کردیتے ہیںلیکن شرط پھر
وہی ہے کہ اگر تم خوش رہوگے تو جنت میں جاؤ گے۔اگر خوش نہیں رہو گے تو
جنت میں نہیں تمہیں داخلے ملے گا۔اور خوش رہنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہماری
حکم عدولی نہ ہو۔یعنی شجر ممنوعہ کے پاس نہ جاؤ۔اب شجر ممنوعہ بھائی
مثلاً ایک جواہے۔ شجر ممنوعہ بھی ایک جواہے شاخ ہی شاخ اس میں سے نکلتی
رہتی ہے آدمی برباد ہوجاتا ہے۔جھوٹ کی کتنی شاخیں ہیں۔ نفرتیں پیدا ہوں
گی۔ فساد پیدا ہوگا۔بغاوت پیدا ہوگی۔ایک جھوٹ کو سچ کرنے کے لئے سو

جھوٹ بولے گااب اس سو جھوٹ کو آپ ایک درخت کی سو شاخیں کہہ دیں۔
غیبت۔ تو جتنی بھی ممنوعی چیزیں ہیجو اللہ نے اور اللہ کے پیغمبروں نے بتائی
ہیان کو آپ شجر ممنوعی کہہ سکتے ہیں۔مثلاً ایک آدمی قتل کردے۔اب بتائیے
دشمنی پیدا ہوگئی۔اس نے اس کو کردیا اس نے اس کو کردیا۔ جیسے ہمارے
ہانقبائل میں ہوتا ہے۔تو وہ شاخ ہے۔مثلاً ایک آدمی اگر اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے
اس نے قتل کردیا تو ایک درخت لگا دیا اس نے ۔ کسی آدمی نے ایک جھوٹ بولا تو
اس آدمی نے جھوٹ کے درخت کا بیج بودیا۔کسی آدمی نے حقوق العباد کا خیال
نہیں کیا تو اب اس کا مطلب یہ کہ اس نے حق تلفی کا درخت لگادیا۔اسی
صورت سے آپ نے خوشی کا درخت بودیااب اس میں بھی شاخیں نکلنی شروع
ہوگئیں۔مثلاً آپ نے ایک کنواں بنوادیااب اس کنویں سے اگر دس ہزار آدمی آکر
پانی پی لیتے ہیںتو اس کا مطلب ہے۔ وہ کنواں ایک درخت بن گیااور وہ دس ہزار
آدمی پانی پینے والے اس درخت کی شاخیں اور پتے اور پھل بن گئے۔یعنی جس
طرح بھی آپ اس کو پھیلائییہاں سارا معاملہ درخت کا ہی ہے۔ اگر آپ غور
کریںتو ہر چیز درخت کی طرح بڑھ رہی ہے ۔ جھوٹ بھی۔ فساد بھی۔کج بھی۔
نیکی بھی ۔ دیکھئے حضور پاک ﷺ نے فرمایا نیکی ایک درخت ہے۔ جس سے تمہیں
بھی فائدہ پہنچتا ہے۔ تمہاری اولاد کو بھی فائدہ پہنچتا ہے۔آدم علیہ السلام اس
دنیا میں آگئے۔ معافی تلافی کی۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے ۔ اب صورت
یہ کہ اگرپھر تم دوبارہ فساد کے درخت کو نظر انداز کردیا اس کی طرف نہیں
جاؤگے اور خوشی کے درخت کو اپنے آنگن میں لگالوگے تو تمہیں تمہاری جنت پھر
واپس مل جائے گی۔اور اس کا انتظام ہم نے یہ کردیا ہے کہ جیسے جیسے تمہاری
نسل بڑھے گی ویسے ویسے ہم اپنے بندے اپنے پیغمبر تمہیں سمجھانے کے لئے
تمہیں تعلیم دینے کے لئے بھیجتے رہیں گے ۔ آدم سے سلسلہ چلا اور سیدنا حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام پر مکمل ہوگیا۔روایت ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر
اس دنیا میں تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ زمین کا کوئی چپہ ایسا
نہیں ہے کہ جہاںہم نے پیغمبر نہ بھیجا ہواور جہاں ہم نے اس با ت کا اہتمام نہ
کیا ہو کہ مخلوق کو صحیح بات کااور غلط بات کا پتہ چل جائے۔ایک لاکھ چوبیس
ہزار پیغمبر آئے اور ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر وں کی جو تعلیمات کتابوں میں
ملتی ہیں ہر پیغمبر نے کسی نہ کسی عنوان سے یہ بات ضرور کہی کہ میرے
بعد ایک اور نجات دہندہ آئے گا۔یعنی ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر نقارہ بجا بجا
کر اس بات کا اعلان کرتے رہے کہ محمد رسول ﷺ تشریف لائیں گے۔ایک لاکھ
چوبیس ہزار پیغمبر وں نے عام آدمی نہیں پیغمبر اس بات کا اعلان کرتے رہے کہ
ہمارے بعد ایک اور بندہ آئے گا کسی نے اس کا نام کچھ رکھا کسی نے اس کا نام
نجا ت دہندہ رکھا۔ کسی نے فارقلیط نام رکھا۔ مقصد سب کا حضور پاک ﷺ کی
ذات گرامی ہے۔ایک پیغمبر آئیں گے۔حضور ﷺ تشریف لے آئے۔حضور ﷺ جب
تشریف لے آئے تو ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کی روایت کو حضور نے قائم
رکھا۔اچھائی اور برائی کا پرچار کیا۔اللہ کی توحید کا پرچار کیا۔بت پرستی سے

منع کیا۔جھوٹ سے منع کیا۔فساد سے منع کیا۔برائی سے منع کیا۔ہر وہ بات
حضور نے فرمائی جو ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر وں نے فرمائی۔لیکن ایک بات
حضور نے نہیں فرمائی کہ میرے بعد کوئی بندے آئے گا۔اب حضور نے پیغمبروں کی
ایک لاکھ باتیں فرمائیںاور یہ بھی فرمایاکہ میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا ہ
اللہ کا پیغام ہے۔ جو میرے بھائی پیغمبر پیغام دیتے تھے وہی پیغام پہنچا رہا ہوں۔
تو وہ جو بھائی پیغام دیتے رہے۔ وہ بھی تو اللہ کا ہی پیغام دے رہے۔ تھے وہ بھی
اللہ کے کہنے کو کہتے رہے۔ تھے نااایک نجات دہندے آئے گا۔لیکن رسول اللہ ﷺ نے یہ
بات نہیں فرمائی کہ کوئی اور نجات دہندے آئے گا۔بلکہ رسول اللہﷺ نے اللہ کی
آواز میں یہ فرمایا کہ اب کوئی نبی نہیں آئے گا۔خاتم النبیین... کہ اب نبوت کا
جو سلسلہ ہے۔ وہ ختم ہوگیا۔ساتھ ساتھ ہی حضور ﷺ نے اللہ کا یہ پیغام دیا...
وماارسلنک الا رحمة للعالمین ... کہ ہم نے ایک محمد ﷺ ہم نے تجھے عالمین کے
لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔عالمین کے لئے رحمت بنانے کا مطلب اس پر آ پ غور
کریں تو بات سمجھ میں آجائے گی جیسے یہ دنیا ہے۔ ہماری ایک عالم ہے۔ عالمین
سیدھی سیدھی سی بات ہے۔ کہ اور بے شمار عالمین ہیں۔یہ اللہ تعالیٰ فرماتے
ہیں میں احسن الخالقین ہوںتخلیق کرنے والوں میں بہترین خالق ہوں۔تو ہمارے
سامنے جو انسان ... انسان بھی خالق ہے۔اب ایک ماں ہے۔ اب ماں کو ہم خالق
کے علاوہ تو کوئی دوسرا نام نہیں دے سکتے۔لیکن ماں کی جو خالقیت ہے۔ وہ
اللہ کی خالقیت میں نہیں کہیں گے۔ماں اللہ کی تخلیق کو دوبارہ تخلیق کرتی
ہے۔اللہ براہ راست تخلیق کرتا ہے۔ماں وسائل کی محتاج ہے۔ اللہ کے وسائل کی
محتاج ہے۔حضور پاکﷺ رحمة للعالمین بنا کر بھیجے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم
نے تجھے رحمة للعالمین بنا کر بھیجا ہے۔اور جب اللہ تعالیٰ اپنی تعریف کرتے ہیں
توالحمدللہ رب العالمین ... کل تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جوعالمین کو پالنے
والا ہے۔جو عالمین کے لئے وسائل پیداکرنے والا ہے۔ جو عالمین کے لئے پانی
برسانے والا ہے۔جو عالمین کے لئے چاند سورج بنانے والا ہے۔جو عالمین کے لئے
ایک نظام اس نے قائم کردیا ہے۔ اس نظام کی بنیاد پر پورے عالمین قائم ہیں۔اب
لاکھوں کروڑوں دنیائیں ہیں۔ بات کیا بنی؟ بات یہ بنی کہ اللہ تعالیٰ ایسا خالق
ہے۔ جو مخلوق کو پیدا کرتا ہے۔ اور مخلوق کے لئے وسائل پیدا کرتا ہے۔اور رسول
اللہ ﷺ کی ذات اقدس جو ہے۔ اللہ کی پیدا کردہ مخلوق میں اللہ کے بنائے ہوئے
وسائل کو تقسیم کرتی ہے۔وما ارسلنک الا رحمة للعالمین کا مطلب ہے۔ ...
تقسیم جوہے۔ ہمیشہ رحمت سے ہوتی ہے۔تو رسول اللہﷺ کا جو اللہ تعالیٰ کے
نزدیک درجہ ہے۔ اس کا تو کسی پتہ ہی نہیں ہے۔۔۔ ناں بعد از خدا بزرگ توئی
قصہ مختصر... سیدھی سی بات ہے۔ کہ اگر اللہ کے بعد کسی کو بڑائی زیب دیتی
ہے۔ تو وہ رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس ہے۔بعدا ز خدا بزرگ توئی۔تو ربیع الاول
کے مہینے میں ویسے تو بارہ مہینے ہی حضور پاک ﷺ کے نام لینے کا مہینہ ہے۔
پانچ وقت اذانیں ہوتی ہیں اس میں حضور ﷺ کو سلام کیا جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ
ہمیں توفیق نماز کی دے نماز میں بھی التحیات پڑھتے ہیںدرود شریف پڑھتے ہیں۔

لیکن یہ عید میلاد النبی ﷺ کا مہینہ ایسا ہے کہ اس میں بطور خاص ہر انسان کو
یہ سوچنا چاہئیے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے یہ سعادت عطا کی جوکائنات میں
وسائل کا تقسیم کنندہ ہے اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کی امت بنادیا۔ساری کائنات
میں حضور ﷺ وسائل تقسیم کرتے ہیں۔ہماری خصوصیت یہ ہے کہ ہم حضور
پاکﷺ کے نام لیواہیان کہ امتی ہیں۔ اب امتی ہونے کی کیا شرط پوری ہوگی
امتی ہونے کی شرط پوری جب ہوگی جب رسول اللہﷺ کے اوصاف ہمارے اندر
متحرک ہوں۔ ہم زبان سے کلمہ پڑھتے ہیں۔ مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں
اور جھوٹ بولتے ہیں۔تو یہ صحیح طرز فکر نہیں ہے۔یہ ایک طرح سے اگر آپ غور
کریں رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی ہے۔حضور ﷺ کا کیسا اخلاق تھا؟ کہ
کوئی بتائے۔ کوئی بتانے کی بات نہیں ہے۔چودہ سو سال میں ہر واعظ ہر
مولوی ، ہر علامہ ، ہر فقیر حضور پاک ﷺ کے اخلاق کا چرچا کر رہا ہے۔ لاکھوں
کتابیں چھپ گئیں۔اس میں حضور پاک ﷺ کی سیرت طیبہ کا پورا احوال موجود
ہے۔اگر ہم جھوٹ بولتے ہیں۔ آپ یہ بتائیں کیا ہم رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس
میں ہم گستاخی نہیں کررہے ہیں؟ انہوں نے جھوٹ کو منع فرمایا ہے۔ہم
بداخلاقی کرتے ہیں۔بداخلاقی تو کسی کافر سے بھی جائز نہیں ہے۔رسول اللہﷺ
کا ارشاد عالی مقام ہے کافرکو بھی کافر نہ کہو۔اس میں دو فلسفے ہیں۔ کیا
پتہ جس وقت آپ نے اس کو کافر کہا اس وقت وہ کافر نہ رہا ہو مسلمان
ہوگیا ہو۔ دوسرے یہ کہ آ پ کافر کو جب برا کہیں گے وہ آپ کے بھائی کو بھی
برا کہے گا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دوسرے مذاہب کے علماء کو برا نہ کہو۔اگر تم
دوسرے مذاہب کے علماء کو برا کہو گے وہ تمہارے مذاہب کے علماء کو برا کہیں
گے۔اب من حیث القوم آپ غور کریں یہاں تو صورت حال یہ ہے کہ کوئی آدمی
کسی کو اچھا کہتا ہی نہیں ہے۔ہر فرقہ دوسرے فرقہ کو کافر کہتا ہے۔وہ
فرقہ اذان بھی دے رہا ہے۔وہی اذان دوسرا بھی دے رہا ہے۔ وہی فرقہ پانچ
وقت کی نماز بھی پڑھ رہا ہے۔وہ فرقہ زکوٰۃ بھی دے رہا ہے۔ حج بھی کررہا
ہے۔تہجد بھی پڑھ رہا ہے۔اعتکاف بھی کر رہا ہے۔تراویح بھی پڑھ رہا ہے۔
روزے بھی رکھ رہا ہے۔اب آپ بتائیے کہ ایک آدمی نماز بھی پڑھ رہا ہے، روزے
بھی رکھ رہا ہے ، حج بھی کررہا ہے ، زکوٰۃ بھی دے رہا ہے۔کوشش بھی کر رہا
ہے کہ جھوٹ نہ بولوں اس کو اگر کافر کہا جائے تو وہ کافر کیسے ہوگیا؟ اور
کس نے آپ کو ٹھیکیدار بناد یا کہ آپ دوسروں کو کافر کہیں؟ اب آپ دیوبندی
صاحبان کہتے ہیں کہ صاحب بریلویوں کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔آپ کو پتہ ہے
مسئلہ یہ ہے چونکہ میں تو مولوی ہوں نہیں یہ تو علماء بتاتے ہیکہ نماز تو
فاسق فاجر کے پیچھے بھی ہوسکتی ہے۔نماز زندیق کے پیچھے نہیں ہوسکتی۔
زندیق کہتے اس کو جو اسلام لاکر اسلام چھوڑ دے۔اس کی مغفرت ہی نہیں
ہے۔اس کو زندیق کہتے ہیں۔تو اگر ایک دیوبندی بھائی یا بریلوی بھائی یا کوئی
اور وہابی بھائی یا اہل حدیث بھائی یا کوئی بھائی یہ کہے کہ اس کے پیچھے نماز
نہیں ہوتی اس کا کیا مطلب ہوا بھائی؟ نمازتو زندیق کے پیچھے نہیں ہوتی۔تو

کیااس نے اپنے ایک بھائی کو اپنے معاشرے میں سے اپنی قوم میں سے الگ نہیں کردیا؟ برادری بنائی جاتی ہے یا توڑی جاتی ہے؟ میں تو یہ سوچتا ہوں کہ اگر کوئی بھی آدمی نمازی ہے وہ بہرحال اس سے اچھا ہے جو نمازی نہیں ہے۔وہ ہاتھ کھول کے پڑھے ہاتھ باندھ کے پڑھے سب کا ایک قبلہ ہے۔سب نماز میں الحمد شریف پڑھتے ہیں۔سب نماز میں قل ھواللہ شریف پڑھتے ہیں۔ سب نماز میں رکو ع سجود میں سبحان ربی الاعلیٰ کہتے ہیں۔ بتائیے کون سا ایسا فرقہ ہے جو نماز میں التحیات کی جگہ کچھ اور پڑھتا ہے ؟ ایسا کون سا فرقہ ہے جو نماز میں الحمد شریف نہیں پڑھتا ہے؟ ایسا کون سا فرقہ ہے جو نماز میںسبحان ربی العظیم کی جگہ کچھ اور پڑھتا ہے؟ نماز کے پابند ہیں سب۔ جھوٹ سچ کے بچے سبھی ہیں۔حضور پاک ﷺ یہ فرماتے ہیں کہ کافر کو کافر نہ کہو۔ہم مسلمان قوم جو ہیں اپنے مسلمان بھائی کو کافر کہہ کر خوش ہوتے ہیں۔کیا یہ حضور پاک ﷺ کی تعلیمات کے خلاف اور منفی بات نہیں ہے؟ کیا جب اعمال ہم امتیوں کے رسول اللہ ﷺ کے دربار میں پیش ہوتے ہیںاور یہ واقعہ جب پیش ہوتا ہوگا کیا رسول اللہ ﷺ ہم سے خوش ہوتے ہوں گے؟ کیا انہیں تکلیف نہیں ہوتی ہوگی؟ تو رسول اللہ ﷺ تو رحمۃ اللعالمین ہیں۔ رحمۃ اللعالمین کا مطلب یہ ہے کہ ان کی رحمت مسلمانوں کے اوپر بھی ہے ، ان کی رحمت ہندوؤں کے اوپر بھی ہے۔ ان کی رحمت کافروں کے اوپر بھی ہے۔عالمین سے کیا مراد ہے؟ رحمۃ للمسلمین تو اللہ نے نہیں کہا۔ رحمۃ اللعالمین فرمایا۔ اب عالمین میں کافرنہیں ہیں؟ یہودی نہیں ہیں؟ ہندو نہیں ہیں؟ اب وسائل ہیں۔ اب جیسے بارش برستی ہے ، اب ایڈمنسٹریشن کے لحاظ سے رسول اللہ ﷺ سب کے ہیڈ ہیں۔تو کیا رسول اللہ ﷺ سے آپ یہ توقع رکھ سکتے ہیں کہ وہ یہ فرمائیں کہ میں کافروں پہ نہیں برستا ہوں مسلمانوں پہ برستی ہے میری رحمت۔ جتنا بڑاآدمی ہوتا ہے اتنا ہی بڑا اس کا ضمیر ہوتا ہے ظرف ہوتا ہے۔جتنے بڑے اللہ میاں ہیں رب العالمین کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو اسی مناسبت سے اسی بڑائی سے رحمۃ اللعالمین بنایا ہے۔ہمارا رسول ، ہمارے نبی ، ہمارے آقا تمام جہانوں کے لئے ... کافروں کے لئے، مشرکین کے لئے ، ہندوؤں کے لئے، دہریوں کے لئے رحمت ہیں۔ ہم اپنے مسلمان بھائیوں کے لئے زحمت ہیں۔ہم اپنے مسلمان بھائیوں ... نمازی بھائیوں کو کہتے ہیںکہ صاحب کافرہے۔ آپ سوچ کر بتائیں ایک مسلمان اگر دوسرے مسلمان کو کافر کہتا ہے کیا اس سے حضور پاک ﷺ خوش ہوں گے؟ ظاہر ہے خوش نہیں ہوں گے۔ ابھی وہ میں مجھے وقت بہت کم ملتا ہے ٹی وی دیکھ رہا تھا اس میں مذاکرہ ہورہا تھاکوئی بات ہورہی تھی تفرقہ پر۔ تو انہوں نے کہاکہ ایک صاحب نے کہ صاحب نام تو نہیں بتاؤں گا مسلک کا ایک مسجد میں ایک صاحب گئے انہوں نے جاکر نماز پڑھی وہ مؤذن صاحب کو پتہ چلا کہ یہ دوسرے مسلک کے تھے مؤذن صاحب نے کیا کیا کہ وہاں سے باقاعدہ پائپ نکالا اورپانی سے اس صحن کو تین دفعہ دھویا۔وہ سیکرٹری صاحب آگئے انہوں نے کہا بھائی یہ کیا کررہے ہو؟ انہوں نے کہا یہ ہوا تو ارے کہنے لگے یہ تو جگہ ہی

ناپاک ہوگئی انہوں نے پورا مصلیٰ اکھڑواکر دوسر امصلٰی لگوایاہے۔ کونسا اسلام
ہے بھائی یہ؟ یہ کون سی تعلیمات ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دی ہیں؟ تو
ہم بلا شک و شبہ رسول اللہ ﷺ کے امتی ہونے کی وجہ سے سعید روحیں ہیںلیکن
اگر ہم نے سعید روح ہونے کے باوجودرسول اللہ ﷺ کی تعلیمات پر عمل نہیں کیا
ہم سے زیادہ گستاخ کوئی نہیں ہے۔ہم سے زیادہ بدنصیب کوئی نہیں۔ایک لاکھ
چوبیس ہزار پیغمبروں کی جو تعلیمات ہیںاس کا نچوڑ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ
چاہتا ہے کہ بندے آپس میں پیار و محبت سے رہیں۔ بندے آپس میں ایک دوسرے
کی دل آزاری کا سبب نہ بنیں۔ ایک دوسرے کی حق تلفی نہ ہو۔جو اللہ نے اللہ
کے رسول نے آداب متعین کردئیے ہیںان کی پیروی کی جائے۔اللہ کو راضی رکھا
جائے۔اللہ کو راضی بھائی آپ کب رکھ سکتے ہیں جب خود آپ راضی ہوجائیں۔
اگر رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات پر صدق دل سے عمل ہوگاتو آپ خوش ہونگے۔
اگر عمل نہیں ہوگا کبھی خوش نہیں ہوں گے۔نماز ہم پڑھتے ہیں۔ روزے ہم
رکھتے ہیں۔یہ اللہ کا معاملہ ہے۔ قیامت کے دن کیا ہوگا۔ اچھا ہی ہوگا۔ اللہ
رحیم و کریم ہے۔قبول بھی کرلیں گے اللہ تعالیٰ ہماری نمازیںکہاں وہ تواللہ
تعالیٰ کے فضل و کرم سے قبول ہوں گی۔ لیکن اگر آپ خوش نہیں رہیں گے
سکون نہیں ملا، یقین کے درجے میں آپ داخل نہیں ہوئے آپ کسی ساٹھ ستر
سال کے آدمی سے بات کریںوہ انتہائی نمازی ہو، تہجد گزار بھی ہو، سات وقت
کی نماز بھی پڑھتا ہو۔ آپ اس سے یہ کہہ کر دیکھیں کہ آپ جنتی ہیں۔ میں نے
بہت تجربہ کیاتو کہتے ہیں دعا کروکہ اللہ جنتی بنادے۔ارے بھائی ستر سال
ہوگئے نماز پڑھتے ہوئے۔ ستر سال ہوگئے سجدے کرتے ہوئے۔ پوری پوری ہڈیاں
چٹکھ گئیں لیکن ابھی تک اس بات یقین نہیں ہے کہ ہم جنت میں جائیں گے۔
کیوں یقین نہیں ہے؟ آپ بتائیںکیوں یقین نہیں ہے؟ کیوں یقین نہیں ہے؟ ایک
آدمی کو جنت میں جانے کا کیوں یقین نہیں ہے؟ بھئی وہ کوشش کررہا ہے ناں
جھوٹ بھی نہیں بول رہا۔زکوٰۃ بھی ادا کرتا ہے۔ حج بھی کرتا ہے۔چلو گستاخیاں
ہوتی ہیں۔ گنہ گار ہوتا ہے لیکن کوشش کرتا ہے وہ بچنے کی ۔ اگر جنت میں
جانے کا یقین نہیں ہے تو کیوں نہیں ہے ؟ بتاؤ بھئی اتنی دیر سے میں بول رہا
ہوں کیا؟ خوش نہیں ہے۔ناخوش آدمی جنت میں نہیں جاسکتا۔قانون ہے...
فکلھا منھا رغدا حیث شئتما... اس جنت میں رہنے کے آداب یہ ہیں کہ تمہیں
خوش ہوکر کھانا پینا ہے۔خوش ہو کر کھاؤ پیوگے جنت میں رہوگے۔ اور جس
روز ناخوشی غالب آگئی جنت میں نہیں پہنچ سکتے۔آدم علیہ السلام شجر
ممنوعہ کے قریب جب گئے کیا ہوا؟ بتائیں آپ کیا ہوا؟ جی ؟ کیوں نا خوش
ہوگئے؟ ان کے ذہن میں یہ بات آئی کہ حکم عدولی ہوگئی ہے۔اللہ تعالیٰ نے
فرمایا تھا کہ جب اس درخت کے قریب چلے جاؤ گے تو ظالمین میں ہوجاؤگے۔
ظالم آدمی کبھی خوش نہیں رہ سکتا۔یا رہ سکتا ہے؟ حالانکہ آدم علیہ السلام
کا بحیثیت پیغمبر کے پیغمبر تو پہلے سے ہی تھے سہوا یہ سب کچھ ہوا۔ شیطان

نے بہکانے کا مطلب سہوا ایسا ہوا ناناپنے ارادے سے تو نہیں گئے۔لیکن سہوا بھی جب اس

category

میں داخل ہوگئے وہ جنت کی خوشی جو ہے پردے میں چلی گئی۔اور آدم کو زمین پر اترنا پڑا ... اهبطوا مصراً فان لهم ما.........اب اس زمین پر اتر جاؤ اب تمہارے اوپر ذلت اور مسکنت کی مار ہے۔فان لهم ما.........اب تمہیں ذلت برداشت کرنی پڑے گی ۔ اب تمہیں مسکین بننا پڑے گااب وسائل کی محتاجی ہوگی۔اب زمین میں بیج بوؤگے انتظار کرو گے تو پھل ملے گا۔ یعنی تمہیں مسکین ہونا ہے ۔ جنت میں انگور چاہئیے۔ انگور آگیا۔وہاں مسکین نہیں ہے بندے۔بھئی یتیم مسکین کو تو آپ نے۔ مسکین کا کیا مطلب ہے ؟ بیچارے باپ مرگیا ماں مرگئی اب وہ محتاج ہے۔اس کا محتاج اس کا محتاج۔اسی کو تو مسکین کہتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے ذلت اور مسکین ہونے کی اب مار ہے۔اس ذلت اور مسکینی کی لعنت سے بچنے کے لئے کیا کرنا پڑے گا؟وہ درخت کے قریب جانے کے عمل کو ترک کرکے دوبارہ ... رغدا حیث شئتماکے زون میں داخل ہونا پڑے گا۔ جب تک آپ خوش نہیں ہوں گے جنت میں نہیں جائیں گے۔سیدھی سیدھی سی بات ہے اب زیادہ کھولنے سے تو پھر میرے ساتھ تو بڑی عجیب مصیبت ہے لوگوں نے کہہ رکھا ہے میں لندن میں گیا وہاں بڑا اجتماع تھا۔ نماز کا تذکرہ ہوا۔میں نے کہا دیکھو بھئی قرآن شریف میسورة الماعون ہے۔ ارائیت الذی یکذبوا بالدین ... (پوری سورت)۔ پس خرابی ہے ان نمازیوں کے لئے جو اپنی نمازوںسے بے خبر ہیں۔ویل کو دوزخ بھی کہتے ہیں ویل کو ہلاکت بھی کہتے ہیںعربی میں۔اب یوں کہہ لیجئے پس ہلاکت ہے ان نمازیوں کے لئے جو اپنی نمازوں سے بے خبر ہیں۔ اس کا سیدھا مطلب یہ ہے کہ جب آپ نماز پڑھیں تو آپ کو یہ خبر ہونی چاہئیے کہ ہم اللہ کے سامنے کھڑے ہیں۔کوشش کرنی چاہئیے۔ وہاں ایک صاحب کھڑے ہوگئے اور بڑے اس سے کہنے لگے جی اس کا مطلب یہ کہ ہم نماز نہ پڑھیں۔میں نے کہا اللہ کے بندوں نماز پڑھوتمہیں اللہ تعالیٰ نے ففٹی پرسنٹ یہ سعادت دے دی ہے کہ تم گھر سے چلے تم نے وضو کیا ، تم مصلے پر جاکر کھڑے ہوگئے یہ ففٹی پرسنٹ تو تمہارا کام ہوگیا۔اب ففٹی پرسنٹ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ جب تم نماز پڑھوتو تمہارا دھیان اللہ کی طرف ہو دنیا کے کاموں میں نہ ہو۔کہنے لگے اس کا مطلب تو یہ کہ آپ کہہ رہے ہیںنماز نہ پڑھو۔کیا مصیبت ہے بھئی؟ میں نے کسی آدمی سے آپ یہ کہیں کہ بھئی تو نوکری کرنے جاتا ہے وہاں تیرا ذہن منتشر رہتا ہے حساب غلط ہوتا ہے یار تجھے وہ نکال دے گامالک۔یعنی انتشار ختم کرکے حساب کتاب کیا کرتو کیا وہ کہے گا کہ میں نوکری نہ کروں؟ میں جب کوئی بات کرتا ہوں تو مجھے یہی ڈر لگتا ہے کہ پتہ نہیں کس طرح بات پکڑ لیگے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیںپس ہلاکت ہے ان نمازیوں کے لئے جو اپنی نمازوں سے بے خبر ہیں۔دیکھئے تعریف نہیں کیا۔ یہ نہیں کہاپس

ہلاکت ہے ان نمازیوں کے لئے جو نماز چھوڑ دیتے ہیں۔نماز تو چھوڑ ہی نہیں
سکتے کسی بھی حال میں۔سب کو پتہ ہے۔اب اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ
تعالیٰ یہ چاہتے ہیں کہ جب تم نماز پڑھو اللہ اکبر کہتے ہو تو جب تم نے زبان سے
اللہ اکبر کہہ دیا کہ اللہ بڑا ہے تو اگر نماز میں کسی اور چیز کا خیال آگیا تو اللہ
بڑا نہیں رہا وہ چیز بڑی ہوگئی۔بھئی میں کہتا ہوں اللہ اکبراب میرے دل میں
خیال آیا کہ سیٹھ میری تنخواہ بڑھا دے گابڑا کون ہوا بھئی؟ جی؟ اب میں نے کہا
اللہ اکبر اب خیال آیا کہ بچوں کا ایکسیڈنٹ نہ ہوجائے بیوی انتظار کر رہی
ہوگی دیر ہوگئی... بڑا کون ہوا؟ اللہ تعالیٰ یہی تو فرماتے ہیں۔بھئی جب اللہ
اکبر کہہ دیا تو اللہ ہی بڑا ہے۔اب یہ کہ جب نماز میں آپ کا ذہن اللہ کی
طرف سے ہٹ جائے اب اس کا مطلب ہے آپ نماز سے بھولے ہوئے ہیں۔ نماز کے
آداب آپ کے ذہن سے ہٹ گئے ہیں۔ آپ سے غلطی سرزد ہورہی ہے۔جب اللہ
بڑا ہے تو اللہ ہی بڑا ہے۔یہ ہے ... فویل اللمصلین ...... اب بتائیں اس کا یہ
مطلب کہاں ہے کہ کوئی بندہ یہ کہہ رہاہے کہ میں نماز نہ پڑھوں۔کوئی بھی
مسلمان گنہ گارہو وہ نیکو کار ہوکیا وہ یہ کہے گا کہ نمازنہ پڑھو۔کافر نہیں
ہوجائے گا؟ کسی بھی بندے کو یہ کہے کہ نماز نہ پڑھو کتنی نفلوں کا ثواب ملے
گا بھائی؟ دوزخی بنے گا وہ۔فویل اللمصلین ھم عن صلاتھم ساھون کا مطلب یہ
ہے کہ جب نماز کے لئے کھڑے ہوجاؤ تو آپ کے ذہن میں اللہ کے علاوہ کسی اور
چیز کا تصور نہیں ہونا چاہئیے۔اگر آتا ہے تو کم سے کم آنا چاہئیے۔یہاں تو میں
تو اپنی بات بتا رہا ہوں... سترہ رکعتیں ہوتی ہیں عشاء میاتنی ہی ہوتی ہے
ناں؟ میرا تو خیال ہے ایک رکعت میں بھی آدمی یہ نہیں کہہ سکتا ہے کہ اللہ کے
لئے ایک رکعت ہوگئی۔یا ہوتا ہے کوئی؟ خوش نصیب ہی ہوتے ہیں جن کی ایک
رکعت یا ایک سجدۂ اللہ کے لئے ہو۔کیوں؟ کیوں؟ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ اللہ کی
ربوبیت پر یقین نہیں ہے۔ زبانی جمع خرچ ہے۔اگر مجھے یقین ہے اس بات کی
بارش اللہ برساتا ہے ۔ مجھے یقین ہے اس بات کا کہ زمین اللہ نے بنائی ہے۔
مجھے یقین ہے اس بات کا کہ زمین میں گندم اگر اللہ نہ چاہے تو نہیں پیدا ہ
ہوسکتی۔ مجھے یقین ہے اس بات کا کہ اگر آکسیجن فضا میں نہ ہو تو اسی
وقت مرجائیں گے۔مجھے اگر یقین ہے اس بات کا کہ ہمارے اندر دل گردے پھیپھڑے
کی جو مشینیں چل رہی ہیں وہ اللہ نے چلائی ہیں کیااس یقین کے بعد اللہ کے
علاوہ کوئی خیال آسکتا ہے؟ بات یہی ہے کہ ساری زبانی جمع خرچ ہے۔اندر
کچھ نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ یہ چاہتے ہیں کہ انسان اس دنیا میں رہے اور اس دنیا
میں رہتے ہوئے پیغمبرانہ طرز فکر میں زندگی گزارے۔پیغمبرانہ طرز فکر کے
بارے میں حضور قلندر بابا اولیا نے ایک دفعہ فرمایا... بڑی ہی عجیب بات فرمائی
ہے کہ مسئلہ ہی حل ہوگیا۔ انہوں نے فرمایا بھائی پیغمبر جو ہے پیغمبر کی جو
طرز فکر ہے وہ

care of Allah

سوچتے ہیں۔اللہ کے بغیر وہ سوچتے ہی نہیں ہیں۔ ان کی ہر سوچ میں اللہ
شامل ہے۔ اب اگر سوچ میں اللہ شامل ہوجائے اللہ کے دربار...... آپ یہ بتائیں
آپ کو کوئی بادشاہ بلالے اپنے دربار میں آپ کو اس بادشاہ کے دربار کے علاوہ یا
بادشاہ کے آداب کے علاوہ کوئی خیال آئے گا ؟ بادشاہ چھوڑو ایک تھانیدار بلالے
پولیس اسٹیشن اس کے علاوہ ہر گز کوئی خیال آپ کو نہیں آئے گا یار یہاں سے
جان کس طرح چھوٹے؟ اگلے پچھلے رشتے دار دوست احباب جہاں سے بھی
سفارش ہوسکتی ہے۔ ہر چیز کی آپ کو یاد آجائے گی۔ اور جب آپ نماز کے لئے
کھڑے ہوں تو اللہ کا خیال نہ آئے اس کیا مطلب ہے۔ آپ بتائیں؟ کس کی اہمیت
زیادہ ہوئی؟ کیا اس طرز عمل سے ہمارے نبی محترم حضور ﷺ ہم سے خوش
ہوں گے؟ کیا یہ ان کی شان میں گستاخی نہیں ہے؟ بہت ا چھی بات ہے۔ میلاد
بھی ہوتے ہیں۔وعظ بھی ہوتے ہیں۔نعت شریف بھی پڑھی جاتی ہے۔درود
شریف بھی ہوتی ہے۔ یہ سب ضروری ہیں۔ لیکن اگر یہ ساری چیزیں زبانی
جمع خرچ ہوں اور اندر کے اندرہمارے اندر جو ہے روشنی پیدا نہ ہوتو ہم نے تو
عمل بھی کیا اور کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ ایک آدمی کھانا کھاتا ہے ۔ اس کا پیٹ
نہیں بھرتا۔ اس کا مطلب ہے اس نے کھانا نہیں کھایا۔وہ بیمار ہے۔بھئی آپ کھانا
کھارہے ہیںآپ کا پیٹ ہی نہیں بھرتا تو وہ ہے ناں بیماری بھی ہوتی ہے... جوں
بقر ... کہتے ہیںپیاس میں آدمی کھاتا ہی رہتا ہے کھاتا ہی رہتا لیکن پیٹ نہیں
بھرتا اور وہ مرجاتا ہے۔تو اس کو آپ یہ نہیں کہیں گے کہ آدمی کھانا کھارہا
ہے۔ وہ بیمار ہے۔ کھانے کے جو آداب ہیںکھانے کا جو ایک منشاء ہے وہ پورا نہیں
ہورہا ہے۔عید میلاد النبی کے حوالے سے اور ربیع الاول کے حوالے سے میں سمجھتا
ہوںکہ رسول اللہﷺ کے ہر امتی کے اوپر یہ فرض ہے کہ وہ اپنا محاسبہ کرے۔کیا
میں اس بات پہ سچا ہوںکہ میں رسول اللہ ﷺ کا امتی کہلاسکتا ہوں؟ آپ
پوچھیں تو یہی جواب ملے گا کہ نہیں میں نہیں ہوں۔میں اس کا اہل نہیں ہوں
کہ میں آپﷺ کا امتی کہلاسکوں۔یہ بات جب ذہن میں آئے گی تو اب یہ خیال
ہوگا کہ میں پھر کس طرح صحیح امتی بنوں گا؟ آپ محاسبہ ہی نہیںکرتے اپنا۔
اب آپ دیکھیں پھر ہم پیچھے چلتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم کو بنایا تو
فرشتوں نے کہا کہ یہ فساد کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے آدم کو علم الاسماء
سکھادئیے۔ جب آدم نے وہ علوم فرشتوں کے سامنے بیان کئے توفرشتوں نے کہا کہ
یہ علم تو ہمیں نہیں آتا۔ اور اس کی بنیاد پر آدم کو فرشتوں نے جنات سے
سجدہ کردیا۔ اب ہماری پوزیشن اس وقت یہ ہے کہ ہم تواس کی تصدیق کر
رہے ہیں جو فرشتوں نے کہا تھا کہ فساد کرے گا۔ کیا اس کی تصدیق کر رہے
ہیں جواللہ تعالیٰ نے آدم کو علوم سکھائے۔کس بات کی تصدیق کر رہے ہیں؟ وہ
علم کہاں ہے جو آدم کو اللہ نے سکھایا ہے؟ ہے تو بتادیں۔ اس میں تو رحمت ہی
رحمت ہے۔ اس میں تو اللہ ہی اللہ ہے۔ربیع الاول کے مہینے کے حوالے سے
میری آپ سب حضرات سے عاجزانہ درخواست ہے کہ جہاں جہاں بھی جشن
میلاد النبی کی محفل ہو وہاں ضرور تشریف لے جائیںلیکن ساتھ ساتھ اس بات پر

غور کریں خدا کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو سعادت ہمیں عطا فرمائی ہے امتی ہونے
کی حیثیت سے ہم یہ دیکھیں کہ کہیں ہم رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی
تو نہیں کررہے؟ رسول اللہﷺ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کے لئے کوشش کریں
جدوجہد کریںاللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے ... والذین جاھدوا فینا لھدینا ......اللہ تعالیٰ
نے فرمایا جو بندے میرے لئے جدوجہد کرتے ہیں... فینا... مقصد صرف میری ذات
ہو ... میں نے اپنے اوپر لازم کرلیا ہے کہ میں اپنے راستے ان کے اوپر کھول دوں۔
اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ اور ہمیں رسول اللہﷺ کا صحیح امتی
بندے کی سعادت جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمائی ہے ہمیں اس کی حفاظت
کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔